پروفیسر محمد ایوب قادری

مولوی حکیم نجم الغنی رام پوری

روہیلوں کے عہد اقتدار میں روہیل کھنڈ کے اکثر قصبات و بلاد علوم و فنون کا مرکز بن گئے۔ اطراف و جوانب سے بہت سے علما و فضلا اور شعرا و حکما اس علاقے میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ مولوی نجم الغنی کے بزرگ ملا محمد سعید خان تیرہ سے ترک سکونت کرکے پہلے دہلی آئے۔ یہ خاندان چنگیز خان کی نسل میں چغتہ برلاس ہے۔ محمد سعید خان نے اس دور کے نامور عالم اور محدث شاہ ولی اللہ دہلوی کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا، ان ہی سے تمام علوم مروجہ حاصل کیے اور شاہ صاحب کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت سے بھی بہرہ اندوز ہوئے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے انتقال (۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کے بعد وہ روہیلوں کے مرکزی شہر بریلی آئے۔ اس وقت زمام اقتدار حافظ الملک حافظ رحمت خان کے ہاتھ میں تھی۔ حافظ صاحب نے ملا سعید خان کو اپنے فرزند اکبر عنایت خان کی تعلیم و تربیت پر مقرر کیا اور سعید خان کا بریلی ہی میں انتقال ہوا۔

شجاع الدولہ نواب وزیر کی ہوس ملک گیری اور ناعاقبت اندیشی سے حافظ رحمت خان کی شہادت کے بعد روہیلوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ نواب فیض اللہ خاں ابن نواب علی محمد خان کو رام پور کا علاقہ ملا۔ بچے کھچے خاندانوں نے رام پور کا رخ کیا۔ ملا سعید خان کے پانچ فرزند بھی بریلی کی سکونت ترک کرکے رام پور پہنچے، ان میں ایک ملا عبدالرحمان تھے جو ظاہری اور باطنی علوم میں کامل تھے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ان کو "فضائل مآب" اور "فضیلت پناہ" لکھتے تھے۔ ۱۲۲۴ھ میں ملا عبدالرحمان کا انتقال ہوا۔ ان کے صاحبزادے مولوی عبدالعلی خان تھے جو نہایت فاضل اور رام پور میں مفتی عدالت تھے۔ ان کو شاعری کا بھی ذوق تھا اور علی تخلص کرتے تھے۔ ۱۲۷۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ حکیم نجم الغنی کے حقیقی دادا تھے۔ ان کے صاحبزادے مولوی عبدالغنی تھے، جو ۱۲۴۴ھ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے رام پور کے مشاہیر و اکابر علما مفتی شرف الدین، ملا غفران اور مولوی عبدالعلی خان ریاضی داں وغیرہ سے تحصیل علوم کی، کچھ دنوں بعد رام پور میں وکالت کی۔ پھر وہ اودے پور میواڑ چلے

گئے اور وہاں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد رام پور آ گئے۔ ۲ اپریل ۱۸۹۹ کو مولوی عبد الغنی کا رام پور میں انتقال ہوا۔ ان ہی کے فرزند مولوی نجم الغنی رام پوری ہیں جو اپنے دَور کے نامور عالم، مدرس، مصنف اور مورخ گزرے ہیں۔ انھوں نے اردو کے تاریخی و علمی سرمائے میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔

مولوی نجم الغنی رام پوری ۱۰ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ مطابق ۸ اکتوبر ۱۸۵۹ء کو رام پور میں پیدا ہوئے، محمد نجم الغنی (۱۲۷۶) ان کا تاریخی نام ہے۔ وہ اپنے والد کے اکلوتے فرزند تھے، ان کی پرورش و تربیت پر خاص توجہ دی گئی۔ مولوی نجم الغنی کی عمر ابھی چار سال کی تھی کہ ان کے والد مولوی عبد الغنی ۱۸۶۳ء میں بسلسلہ ملازمت اودے پور چلے گئے۔ لہٰذا ان کی ابتدائی تعلیم تمام تر اودے پور میں ہوئی۔

مولوی نجم الغنی نے عربی و فارسی کی ابتدائی کتابیں اپنے والد مولوی عبد الغنی سے اودے پور میں پڑھیں اور پھر وہ ۱۳۰۱ھ میں رام پور آ گئے۔ انھوں نے علومِ مروجہ کی تحصیل علمائے رام پور سے کی۔ فلسفہ قدیم کی بعض کتب مولانا عبد الحق خیر آبادی سے پڑھیں اور عربی ادب کی تحصیل مولانا طیب عرب مکی سے کی۔ دوسرے تمام علوم شمس العلما مولانا حفیظ اللہ سے حاصل کیے۔ ۱۸۸۹ء میں مدرسہ عالیہ رام پور سے درسِ نظامی کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا۔ اس کے بعد علم طب کی تحصیل کی۔ اطبائے لکھنؤ اور اپنے ماموں حکیم اعظم خان رام پوری سے استفادہ کیا۔ حکیم اعظم خان اپنے دَور کے نامور حکیم تھے۔

تحصیلِ علوم میں مولوی نجم الغنی نہایت محنت اور کوشش کرتے تھے۔ ٹمٹماتے چراغ کے سامنے رات رات بھر مطالعۂ کتب میں گزار دیتے۔ ایک مرتبہ رات کو مطالعہ کے دوران چراغ کی لَو سے ان کی پگڑی میں آگ لگ گئی لیکن بر وقت آگاہ ہو گئے۔ طالب علمی کے زمانے میں طعام و لباس کی بھی کچھ پروا نہیں کرتے تھے۔ ان کے شوق علم کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے کہ اپنے ایک استاد کے یہاں کیاریوں کو سینچنے کے لیے روزانہ کنوئیں سے پانی کھینچتے تھے اور اس کام کے انجام دینے میں اکثر ان کے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے۔ ایک اور واقعہ ملاحظہ ہو، مولوی نجم الغنی رام پور میں ایک طبیب کے یہاں پڑھنے جایا کرتے تھے، ان کا مکان مولانا کے گھر سے کافی فاصلے پر تھا۔ ایک روز جبکہ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، وہ پڑھنے کے لیے گئے۔ استاد نے کہلا دیا کہ ابھی بارش ہو رہی ہے، سہ پہر کو آنا۔ نجم الغنی بھیگتے ہوئے واپس چلے آئے۔ اتفاق سے اس روز بارش نہیں تھمی۔ سہ پہر کو پھر بھیگتے بھاگتے استاد کے یہاں پہنچے۔ استاد

ان کے ذوقِ علم سے بہت متأثر ہوئے اور اپنے تساہل کی معافی چاہی۔

تحصیلِ علم کے بعد نجم الغنی نے طب کا مشغلہ اختیار کیا۔ رجوع خلق خوب ہونے لگی، بعض پیچیدہ بیماریوں کے علاج بھی کیے۔ اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رہا۔ چونکہ ان کے والد ریاست اودے پور میواڑ میں نیک نامی سے خدمات انجام دے چکے تھے، لہٰذا اودے پور میں مولوی نجم الغنی کی طلبی ہوئی۔ اور یکم نومبر ۱۹۰۱ء کو اودے پور ہائی سکول میں بحیثیت ہیڈ مولوی تقرر عمل میں آیا۔ اودے پور میں قیام کے زمانے میں بھی تصنیف و تالیف کا کام جاری رہا، بلکہ جلد ہی ان کی اچھی خاصی شہرت ہوگئی اور ملک کے مشاہیر ان سے ملاقات کے لیے اودے پور پہنچنے لگے۔

اوائل جولائی ۱۹۲۴ء میں اودے پور کی ملازمت سے سبکدوش ہو کر اپنے وطن مالوف رام پور آگئے اور سارا وقت مطالعہ کتب اور تصنیف و تالیف میں صرف کرنے لگے، جو کام بڑے بڑے علمی اداروں کے کرنے کے تھے وہ مولوی نجم الغنی نے تنہا انجام دیے۔ ریاست رام پور کی معارف پروری کی بدولت اودے پور کے قیام کے زمانے میں نجم الغنی کو پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ ملتا تھا۔ مگر رام پور آنے کے بعد وظیفے کی رقم سو روپیہ ماہانہ ہوگئی۔ طعام اور سواری وغیرہ کا انتظام ریاست کی طرف سے اس کے علاوہ تھا۔

ایک مرتبہ ان کو نواب حامد علی خان رئیس رام پور (ف ۱۹۳۰ء) کے عتاب کا سامنا کرنا پڑا۔ صورت یہ ہوئی کہ روہیلہ ریاست کے بانی نواب علی محمد خاں (۱۱۶۲ھ) کو ایک روہیلہ سردار داؤد خان نے پرورش کیا تھا۔ وہ داؤد خان کو ایک لڑائی میں موضع بانکولی تحصیل بہیڑی ضلع بریلی سے کم سنی میں ہاتھ لگے تھے، جاٹ قبیلہ کے چشم و چراغ تھے۔ داؤد خان کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس نے علی محمد خان کی نہایت اعلیٰ پیمانے پر پرورش اور تعلیم و تربیت کی اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ علی محمد خان روہیلوں کے سردار اور ریاست کے بانی ہوئے۔ یہی بات حکیم نجم الغنی نے اپنی کتاب اخبار الصنادید (تاریخ روہیل کھنڈ) طبع اول ۱۹۰۴ء میں لکھ دی۔ بھلا یہ بات نواب حامد علی خان کو کب گوارا ہوسکتی تھی۔ نواب کی رشتہ داری جانسٹھ کے سادات میں ہوچکی تھی، اور سادات جانسٹھ نے ایک "شجرہ سیادت" بھی مرتب کر دیا تھا۔ نواب حامد علی خان نے حکیم نجم الغنی کو اودے پور

سے طلب کر لیا، دربار میں حاضر ہوئے، نواب نے نہایت غم و غصہ کا اظہار کیا اور فیصلہ ہوا کہ اخبار الصنادید (طبع اول ۱۹۰۴ء) بحق سرکار ضبط اور نذرِ آتش، اس کتاب کا ایک ایک نسخہ حاصل کر کے جلایا گیا اور کتاب پر جو رقم خرچ ہوئی تھی، وہ نجم الغنی کو ادا کی گئی۔ خاکسار کے خاندان میں اخبار الصنادید کا یہ نادر نسخہ (طبع اول) محفوظ تھا جو اب پاکستان میں ہسٹاریکل سوسائٹی کی لائبریری کی زینت ہے اور طبع اول کا ایک جلا ہوا نسخہ ترقی اردو بورڈ (کراچی) کے کتب خانے میں بھی ہے۔ ۱۹۱۸ء میں نجم الغنی نے اخبار الصنادید کا دوسرا ایڈیشن تیار کر کے شائع کرایا جس میں نواب حامد علی خان رئیس رام پور کے حسب الحکم سادات کا نسب نامہ شامل کیا گیا۔ مگر اتفاق کی بات نواب حامد علی خان ۱۹۳۰ء میں فوت ہو گئے اور نجم الغنی زندہ رہے۔ چنانچہ ان کے قلم حقیقت رقم نے ایک کتاب "مختصر تاریخ ریاست رام پور" لکھ کر اصل حقیقت پھر لکھ دی۔ حکیم نجم الغنی کے ہاتھ کا لکھا ہوا قلمی نسخہ ہماری نظر سے گزرا ہے اور اس کی ایک ٹائپ شدہ نقل ہم نے پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کی لائبریری میں داخل کر دی ہے۔

حکیم نجم الغنی کا سارا وقت مطالعہ کتب اور تصنیف و تالیف میں صرف ہوتا تھا۔ وہ دن کا ایک حصہ رام پور کے سرکاری کتب خانے میں گزارتے تھے اور بقیہ حصہ اپنے گھر پر تصنیف و تالیف میں صرف کرتے تھے۔ لوگوں سے بہت کم ملتے تھے۔ رام پور کا ایک خاص محدود علمی حلقہ تھا، جس سے ان کا رابطہ تھا۔ اکثر لوگ ان کی علمی حیثیت اور مرتبے سے بھی بے خبر تھے۔ جب خواجہ حسن نظامی، نواب حبیب الرحمان خان شروانی، عبدالحلیم شرر، مولوی رضی الدین بسمل بدایونی (مؤلف کنز التاریخ) اور علامہ شبلی نعمانی جیسے مشاہیر ملت، مولوی نجم الغنی سے ملنے ان کے مکان پر جاتے تھے تو اہلِ محلہ کو نجم الغنی کی حیثیت اور علمی مرتبے کا اندازہ ہوتا تھا۔

حکیم نجم الغنی کی زندگی بہت سادہ تھی، صبح کو جب تک وہ بیس صفحے نہیں لکھ لیتے تھے مکان سے نہیں نکلتے تھے۔ ان کے اوقات نہایت منضبط تھے۔ اسی اصول پرستی اور نظام الاوقات کی پابندی کا نتیجہ ہے کہ انھوں نے اتنی ضخیم کتابیں اپنی یادگار چھوڑیں۔

حکیم نجم الغنی نے جس موضوع پر قلم اٹھایا، اس کا حق ادا کر دیا ہے، کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔ بہت سی قلمی کتابیں ان کی تصانیف کے ذریعہ اہل علم سے متعارف ہوئیں۔ تاریخ اودھ پر جو کچھ انھوں نے لکھا ہے وہ ان کی محنت اور تدین کی زندہ مثال ہے۔ نصف صدی گزرنے کے بعد بھی

اس موضوع پر کوئی قابلِ قدر کام نہیں ہوا۔ وہ تاریخ کو مذہب یا عقیدے کے قلم سے نہیں لکھتے تھے۔
حکیم نجم الغنی کو کتابوں کی ہمیشہ تلاش رہتی تھی، کتابوں اور تاریخی آثار دیکھنے کے لیے اکثر سفر بھی کرتے تھے۔ استاذی المحترم مولوی اسد علی خان رام پوری (۱۹۵۶ء) اور مولانا حکیم عبدالغفور آنولوی (۱۹۶۴ء) کا بیان ہے کہ نجم الغنی اکثر آنولہ، بریلی اور بدایوں آتے، ان بستیوں کے پرانے خاندانوں کے افراد سے ملتے اور اُن کے پرانے ذخیروں، کتابوں اور کاغذات کو دیکھتے تھے۔
۱۹۱۵ء میں حکیم نجم الغنی آنولہ آئے اور بعض اہلِ شہر کے ہمراہ وہ اہائی چھترا (رام نگر) کا قلعہ دیکھنے گئے۔ مولوی اسد علی خان مرحوم کا بیان ہے کہ وہ روہیل کھنڈ کے آثار و عمارات پر بھی کتاب لکھنے کے لیے مواد جمع کر رہے تھے جو غالباً تیار نہ ہو سکی۔
جب ۱۹۳۰ء میں نواب حامد علی خاں کا انتقال ہو گیا اور نواب رضا علی خاں (۱۹۶۶ء) سریر آرائے حکومت ہوئے تو انھوں نے ریاست کے نظم و نسق میں بعض تبدیلیاں اور اصلاحات کیں اور ریاست کے آمدنی و خرچ کو متوازن کرنے کی غرض سے بہت سے وظیفے بند کر دیے۔ مولوی نجم الغنی بھی اس لپیٹ میں آئے مگر بعض حضرات کی سفارش سے ان کا وظیفہ بحال رہا اور ان کو ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو کتب خانہ سرکاری کا ناظم مقرر کر دیا گیا۔ یہ ذمہ داری برائے نام تھی۔ اس معاملے میں خواجہ حسن نظامی نے خاص طور سے کوشش کی تھی۔
مسلسل علمی کام کرنے کی وجہ سے مولوی نجم الغنی بیمار رہنے لگے، جون ۱۹۳۲ء میں دردِ سر کا دورہ پڑا، علاج کی غرض سے بریلی گئے۔ پہلے سرکاری اسپتال میں علاج ہوا، پھر ایک انگریز اسپیشل ڈاکٹر کو دکھایا، مگر وقت پورا ہو چکا تھا۔ ۳۰ جون ۱۹۳۲ء کو وہ بریلی سے رام پور روانہ ہوئے اور راستے ہی میں اپنی جان ۳۰ جون اور یکم جولائی کی درمیانی شب میں جان آفرین کے سپرد کر دی۔ وہ رام پور میں شاہ درگاہی کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ جناب رشید اللہ خان رام پوری خوش نویس مدرسہ عالیہ رام پور نے مندرجہ ذیل تاریخ ہجری کہی ہے:

گفتمش مصرعہ تاریخ رشید
"رفت با حوصلہ سوئے جنت"
۱۳۵۱ھ

حاجی فیاض خاں رام پوری نے تاریخ عیسوی نکالی ہے:

یافت ہاتف چو در رنج و الم فیاض را
گفت "شد واصل بحق نجم الغنی اہل صفا"

شعر و شاعری کا بھی ذوق تھا۔ نجمی تخلص کرتے تھے۔ وہ اپنی ضخیم اور وقیع تصنیفات و تالیفات کی بدولت زندہ جاوید ہیں۔ ان کی تالیفات کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ **مذاہب الاسلام**: اس میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کا تفصیلی بیان ہے۔ کئی بار مطبع پیسہ اخبار لاہور، مطبع احمدی رام پور اور مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔

۲۔ **عقود الجواہر فی احوال البواہر**: } یہ دونوں رسالے بوہروں کے حالات میں ہیں
و ۳۔ **سلک الجواہر فی احوال البواہر**: } اور مطبع نیر اعظم مراد آباد میں چھپے ہیں۔

۴۔ **اخبار الصنادید** (دو حصے): یہ روہیلوں اور روہیل کھنڈ کی مفصل تاریخ ہے۔ پہلا ایڈیشن پیسہ اخبار لاہور میں چھپا تھا اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۱۸ء میں مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوا۔

۵۔ **تاریخ اودھ**: یہ اودھ کی مفصل و مستند تاریخ ہے، پہلی مرتبہ مطبع نیر اعظم مراد آباد سے چار جلدوں میں شائع ہوئی تھی، دوبارہ مطبع نول کشور لکھنؤ سے پانچ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

۶۔ **کارنامۂ راجپوتاں**: راجستھان کی تاریخ ہے، مطبع روزانہ اخبار بریلی سے شائع ہوئی۔

۷۔ **وقائع راجستھان**: یہ بھی راجپوتانے کی تاریخ ہے اور مطبع روزنامہ ہمدم لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے۔

۸۔ **تاریخ راجپوتانہ**: یہ کتاب مطبع پیسہ اخبار لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

۹۔ **نہج الادب**: فارسی قواعد، اصول ادب، صنائع و بدائع اور علم بیان پر مفصل تصنیف ہے۔ ۱۹۱۹ء میں مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے۔

۱۰۔ **رسالہ نجم الغنی**: یہ نہج الادب کا خلاصہ ہے، مطبع احمدی رام پور سے شائع ہوا ہے۔

۱۱۔ **منتہی القواعد عرف قواعد حامدی**: یہ اردو زبان میں ہے، مطبع نیر اعظم مراد آباد سے شائع ہوئی ہے۔

۱۲۔ **شرح نکتہ رسالہ عبد الواسع ہانسوی**: یہ فارسی رسالہ منتہی القواعد کے ساتھ چھپا ہے۔

۱۳۔ بحر الفصاحت : یہ اپنے موضوع پر اہم اور ضخیم کتاب ہے، پنجاب یونیورسٹی کے اردو فاضل کے کورس میں داخل رہی ہے۔ ایک مرتبہ مطبع سرور قیصری رام پور میں اور دو مرتبہ مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔

۱۴۔ مفتاح البلاغت : یہ بحر الفصاحت کا انتخاب ہے اور مطبع پیسہ اخبار لاہور سے شائع ہوا ہے۔

۱۵۔ خواص الادویہ : یہ کتاب ادویۂ مفردہ کے بیان میں ہے، تین جلدوں میں مطبع پیسہ اخبار لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

۱۶۔ خزانۃ الادویہ : یہ کتاب چار جلدوں میں مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے۔

۱۷۔ خزائن الادویہ : یہ کتاب آٹھ ضخیم جلدوں میں مطبع پیسہ اخبار لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

۱۸۔ قرابادین نجم الغنی : یہ مرکب ادویہ کے بیان میں ضخیم کتاب ہے، مطبع نول کشور لکھنؤ سے دو مرتبہ چھپ چکی ہے۔

۱۹۔ القول الفیصل فی شرح الطہر المتخلل : شرح وقایہ کے مسئلہ طہر متخلل کی شرح عربی زبان میں لکھی ہے۔ مذاہب الاسلام کے آخر میں یہ رسالہ مطبع احمدی رام پور ۱۹۰۱ء میں چھپا ہے۔

۲۰۔ مختصر الاصول : یہ کتاب اصول فقہ میں ہے، مطبع نیر اعظم مراد آباد سے شائع ہوئی ہے۔

۲۱۔ مزیل الغواشی : اصول شاشی کی شرح ہے، مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔

۲۲۔ تہذیب العقائد : عقائد نسفی کی شرح ہے۔ کئی مرتبہ مطبع نامی لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔

۲۳۔ تعلیم الایمان : فقہ اکبر کی ضخیم شرح ہے، مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے۔

۲۴۔ تذکرۃ السلوک : تصوف و سلوک سے متعلق کتاب ہے، آخر میں مصطلحات صوفیہ کی فہرست باعتبار حروف تہجی شامل کر دی گئی ہے۔ مطبع نیر اعظم مراد آباد سے شائع ہو چکی ہے۔

۲۵- شرح سراجی : علم فرائض میں نہایت اہم اور مفید کتاب ہے۔ مطبع سرکاری رام پور میں طبع ہوئی ہے۔

۲۶- معیار الافکار : یہ فارسی زبان کا رسالہ مطبع احمدی رام پور سے شائع ہوا ہے۔

۲۷- شرح چہل کاف : یہ رسالہ مطبع نیر اعظم مراد آباد سے شائع ہوا ہے۔

۲۸- مفتاح المطالب : یہ رسالہ قرآن کی آیات سے فال نکالنے کے بیان میں ہے۔ اور شیخ محی الدین عربی کے ایک عربی رسالہ کا اردو ترجمہ ہے۔ مطبع سرور قیصری رام پور سے شائع ہو چکا ہے۔

۲۹- تاریخ ریاست حیدر آباد دکن : حیدر آباد دکن کی مفصل تاریخ ہے، مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔

۳۰- مختصر تاریخ رام پور (قلمی) : اس کی کیفیت بیان کی جا چکی ہے۔

۳۱- تسہیل اللغات : یہ کتاب اردو زبان میں لغات و مطلحات پر لکھی تھی۔ ۱۹۲۸ء تک حرف سین تک لکھی جا چکی تھی۔ معلوم نہیں مکمل ہو سکی یا نہیں۔

یادگارِ شبلی

از ڈاکٹر شیخ محمد اکرام

اس کتاب میں شبلی نعمانی کے مفصل حالاتِ زندگی اور ان کی تصانیف اور کارناموں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے ——— شمس العلما علامہ شبلی نعمانیؒ کو ہمارے ادب اور تاریخ میں جو بلند مقام حاصل ہے، وہ محتاجِ بیان نہیں۔ ان کے احوالِ زندگی سید سلیمان ندوی مرحوم نے حیاتِ شبلی میں جمع کیے تھے۔ ڈاکٹر اکرام صاحب کی اس کتاب یادگارِ شبلی میں نہ صرف مکمل حیاتِ زندگی ہے بلکہ اس میں وہ مواد بھی سمیٹ لیا گیا ہے جو سید سلیمان ندوی کی تصنیف حیاتِ شبلی کی اشاعت کے بعد دست یاب ہوا، مزید برآں علامہ شبلی کی ایک ایک کتاب پر علیحدہ تفصیلی تبصرہ بھی ہے۔

قیمت : ۱۷ روپے

ملنے کا پتہ : ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور